بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جرعات

عالم اسلام کے علمی و مذہبی حلقوں میں یہ خبر انتہائی افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ سکینین (جماعت اہلحدیث) مصر کی ایک محقق عصر ہستی، لغت عربی کے استاذ کامل غیور و جسور مصلح، فنون و علوم حدیث کے مجدد، عمیق النظر فقیہ، بلند پایہ محدث، علامہ شیخ احمد بن محمد شاکرؒ ۲۵ ذوالقعدہ ۱۳۷۷ھ کو قاہرہ میں انتقال فرما گئے!

انا للہ وانا الیہ راجعون

افسوس ہے آپ کے سوانح حیات تک ہماری رسائی نہیں ہو سکی۔ البتہ آپ کی بعض تحریروں سے چند باتوں کا پتہ چل سکا ہے۔

آپ کے والد شیخ محمد شاکر بڑے جید عالم تھے وہ برسوں قضائے مصر کے عہدہ جلیلہ اور الجامع الازہر کے بعض اہم مناصب پر فائز رہے۔ الازہر کے جمود کو توڑنے اور اس کو اصلاح و ترقی کی طرف لانے کے لئے علامہ سید رشید رضا مرحوم وغیرہ نے جو کوششیں کیں تھیں شیخ محمد شاکرؒ بھی ان میں سرگرم حصہ لیتے رہے، قابل فخر بیٹے نے نامور باپ کی علمی و عملی آغوش میں نشو و نما اور تربیت پائی۔ درسیات کی بعض کتابوں کی تعلیم حاصل کی اور ان کی علمی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے (مقدمہ تعلیق جامع ترمذی ص ۹۲۔۹۶ الشرع واللغۃ ص ۶۵)

غالباً علامہ محمد شاکرؒ حنفی المسلک تھے، شاید اسی وجہ سے شیخ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے زمانہ طلب علم سے لے کر تیس سال تک حنفی مکتب خیال سے وابستہ رہے، اور حنفی کی حیثیت سے بیس برس تک مصر کے قاضی بھی۔ لیکن حدیث نبوی سے شغف اور مطالعہ و مزاولت کی برکت سے بالآخر ہر قسم کی تقلید کے بندھن ٹوٹے۔ تحقیق کی راہ پر گامزن ہو گئے اور اہل حدیث کا خالص مسلک اختیار کر لیا۔ شرح رسالہ امام شافعی کے مقدمہ میں اس امر کی خود صراحت کر دی ہے،

وقد نشأت فی طلب العلم وتفقہت علی مذھب ابی حنیفۃ ونلت شھادۃ العالمیۃ من الازھر الشریف حنفیا وولیت القضاء منذ عشرین سنۃ احکم کما یحکم اخوانی بما اذن لنا فی الحکم بہ من مذھب الحنفیۃ ولکن بجوار ھذا بدأت دراسۃ السنۃ النبویۃ اثناء طلب العلم من نحو ثلاثین سنۃ فسمعت کثیرا و قرأت کثیرا ودرست اخبار العلماء والائمۃ ونظرت فی اقوالھم وادلتھم .... لم اتعصب لواحد منھم ولم احد عن سنن الحق فیما بدالی اھ (ش مقدمہ شرح رسالہ امام شافعی)

ایک دوسری کتاب میں لکھا ہے انا ارفض التقلید کلہ ولا ادعوا الیہ سواء کان تقلید للمتقدمین ام للمتاخرین (الشرع واللغۃ ص۸۹) تعلیق جامع ترمذی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں وعلی النھج القویم سار علیہ ائمتنا من اھل الحدیث سرت (ص۶۷) یعنی "ہمارے آئمہ اہل حدیث جس سیدھے اور درست راستے پر گامزن تھے وہی میرا مسلک ہے"۔

آپ کا ایسا لکھنا امر واقعہ ہے نہ صرف مسائل فقہیہ میں بلکہ رجال حدیث کی تحقیق اور علل احادیث کی تدقیق تک میں آپ کی شان مجتہدانہ اور واقعۃً محدثانہ ہے جس کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کانہ خلق للحدیث!

اگر یہ کہا جائے تو شائد مبالغہ نہ ہوگا کہ علوم حدیث پر وسعت عبور کے اعتبار سے نویں صدی ہجری کے محقق، حافظ حدیث حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد شیخ احمد محمد شاکر پہلے شخص ہیں جو رجال و علل احادیث پر مجتہدانہ کلام کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی "تقلید" سے کام نہیں لیتے ورنہ حافظ ابن حجرؒ کے بعد آنے والے علمائے کرام نقد احادیث و رجال کے سلسلے میں حافظ صاحب موصوفؒ ہی پر عموماً اعتماد کرتے ہیں۔ مثلاً حافظ سخاویؒ، حافظ سیوطیؒ، علامہ شوکانیؒ، امیر یمانیؒ وغیرہم اس امر کا اندازہ ان مباحث سے ہو سکتا ہے جو ان کی تعلیقات جامع ترمذی، مسند امام احمد، رسالہ امام شافعی، الباعث الحثیث وغیرہا میں جا بجا پھیلے ہوئے ہیں۔

ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ لاعذر لاحد یعلم حدیثاً صحیحاً ان یخالفہ لاتقلیداً ولا اجتہاداً ولا استحساناً ولا استنباطاً (مقدمہ تعلیق جامع ترمذی ص ۶۹) یعنی "کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ تقلید، اجتہاد، استحسان و مصالح اور استنباط کسی بھی بہانے صحیح حدیث کو ترک کرے"

محدثین کرام اعلی اللہ مقامہم سے شیخ موصوف والہانہ شیفتگی رکھتے تھے۔ خصوصاً حضرت امام شافعی سے تو یہ محبت عشق کے درجے تک پہنچی ہوئی ہے۔ رسالہ امام شافعی کی شرح کا مقدمہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں۔ ولو جاز لعالم ان یقلد عالماً کان اولی الناس عندی ان یقلد الشافعی فان ھذا الرجل لم یظہر مثلہ فی علماء الاسلام فی فقہ الکتاب والسنۃ ونفوذ النظر فیہما ودقۃ الاستنباط الخ (ص ۵) یعنی کسی عالم کو دوسرے کسی عالم کی تقلید کا جواز اگر ہو بھی تو بلاشبہ امام شافعی ہی اس کا استحقاق رکھتے ہیں کہ ان کی تقلید کی جائے اس لئے کہ علمائے اسلام میں کوئی ایسا عالم نظر نہیں آتا جو کتاب وسنت کی فقاہت، نظر کی گہرائی اور دقت استنباط میں امام شافعی جیسا ہو۔

یاد رہے کہ حضرت شیخ نے یہ رائے یوں ہی نہیں قائم کر لی۔ انہوں نے بدء و شیوع مذاہب فقہیہ کا غیر جانبدارانہ اور تقابلی مطالعہ غائر نظر سے کیا ہے۔ انہوں نے حضرت امام شافعی کی کتاب الام کے حرف حرف کو پڑھا، پرکھا، انہوں نے اصول حدیث و اصول فقہ کی بنیادی کتاب حضرت امام شافعی کے الرسالہ پر سالہا سال عکوف کیا، جب جا کر علی وجہ البصیرت یہ فیصلہ دیا ہے۔

الرسالہ للامام الشافعی پر استاد احمد ایسے فدا تھے کہ اس کو نہایت ذوق و شوق اور محنت شاقہ سے جدید طریقے پر مرتب کیا۔ پھر قیمتی اور نفیس علمی مقدمے کے ساتھ اعلیٰ پیمانے پر اسے شائع کرایا اور اس طرح اس کی خدمت کر کے اس سے استفادہ کو سہل بنا کر اس کو عام کرنے کی کوشش فرمائی۔

حدیث پاک پر اعتراض کرنے والوں اور نکتہ چینوں کی اقسام کا تفصیل سے ذکر کرکے (باقی بر صفحہ ۱۶۴)